

# موردیت

اپنی کتابوں کے آئینے میں

از مولانا نجم الدین صاحب صلاحی سید حاری اعظم گڑھ

از

مولانا نجم الدین صاحب صلاحی سید حاری اعظم گڑھ

مطبوعہ جہانگیر پرنٹنگ ورکشاپ

قیمت چار آنے - ۴

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ان ارید الا اصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ

یوپی میں اعظم گڑھ علی مذہبی اور سیاسی اعتبار سے اپنا ایک خاص مقام رکھتا ہے یہاں علماء حق کی ایک جماعت ہر دور میں موجود رہی اور اسی کا یہ اثر تھا کہ یہاں کے عام مسلمان بچے دیندار اور صحیح ان خیال تھے چنانچہ جب بھی کوئی بدعت دین کے مزاج اور روح اسلام کے خلاف پیدا ہوتی اس کو آگے بڑھنے سے روک دیا گیا۔ بد قسمتی سے علم اور مذہب کے نام پر ایک فرقہ اہل گروہ جو اپنے کو "جماعت اسلامی" کے نام سے موسوم کرتا ہے چند دنوں سے پیدا ہو گیا ہے اور افسوس کہ اس کے دام ترویج میں بعض پڑھے لکھے جن کا دینی شعور کمزور اور اکثر اسکول اور کالجوں کے وہ نوجوان جن کے پاس دین کا علم محض برائے بے ریت تھا پھنس گئے اور جو کچھ جماعت اسلامی مودودی کی طرف سے پہنچا اسی کو عین دین اور کمال اسلام سمجھ کر قبول کر لیا۔

جماعت اسلامی صرف ضلع اعظم گڑھ کے اندر نہیں بلکہ دوسرے اضلاع میں بھی اپنا کاروبار پھیلا رکھا ہے بڑی بوجہ علماء حق کو اس جماعت کے لٹریچر کے دیکھنے اور ان کے کاموں کے جائزہ کا خیال ہوا۔ چونکہ یہ جماعت مشنریوں کے اصول پر کام کرنے کی عادی اور ساتھ ہی یورپ کی سیاسی جماعتوں کے طریق کار پر گامزن ہے اس لئے علم اور مذہب کو آلہ کار بنا کر غیر اسلامی ذہنیت کو اپنے لٹریچر کے ذریعہ اس طرح لوگوں کے اندر پہنچانا اور ایک خاص مزاج بنانا مکمل شروع کر دیا کہ جس کو عام مولوی اور پڑھے لکھے بالکل محسوس نہیں کر سکے آخر کار علماء نے پوری نیک نیتی سے جماعت کے لٹریچر کو پڑھ کر متفقہ فیصلہ صادر فرمایا۔

مودودی صاحب کی جماعت اور جماعت اسلامی کے لٹریچر سے عام لوگوں پر جو اثرات

مرتب ہوئے ہیں کہ ائمہ ہدایہ کے اتباع سے آزادی اور بے تعلقی پیدا ہو جاتی ہے جو عوام کے لئے جہلک اور گمراہی کا باعث ہے اور دین سے صحیح وابستگی قائم رکھنے کے لئے صحابہ کرام اور اسلاف عظام سے جو تعلقی رہنا چاہیے اس میں کمی آجاتی ہے، نیز سود و دری صاحب کی بہت سی تحقیقات جو غلطیوں میں لوگ ان سے متاثر ہو کر مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھر ان امور سے ایک جدید فقہ بلکہ دین ہی ایک محدث اور ایک نئے رنگ کی بنیاد پڑ جاتی ہے اور جو یقیناً مسلمانوں کے دین کے لئے مفید ہے اس لئے ہم ان امور پر مشتمل تحریک کو غلط اور مسلمانوں کے لئے مفید سمجھتے ہیں اور اس سے بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔ (امروزہ ۲۴ اگست ۱۹۷۷ء)

دستخط حضرات شرکائے اجتماع - حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ - شیخ الاسلام حضرت مولانا سعید احمد مدنی حضرت مولانا قاری محمد طیب ہتھم دارالعلوم دیوبند - مولانا عبد اللطیف ہتھم مظاہرہ علوم - مولانا احمد سعید - مولانا سعید احمد مفتی مظاہرہ علوم - مولانا محمد اعجاز علی شیخ الادب دیوبند مولانا سید فخر الحسن، استاد دارالعلوم دیوبند - مولانا محمد میاں ناظم جمعیتہ علماء - مولانا حبیب الرحمن لڑھانوی وغیرہم۔

دین اور دانشمندی کا تقاضہ تھا کہ جب ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے آئے دن نئے مظالم کرنے اور ستانے کے لئے کوئی نہ کوئی بہانا بنایا جاتا ہے تو ایسی صورت میں مسلمانوں کے اندر سے جتنے بھی اختلافات بڑھ رہے ہیں اور جتنی جماعتیں توئم ہو کر تفریق میں مسلمانوں کی مجرم ہو رہی ہیں ان کو ختم کر دیا جاتا۔ اور اسی پرانے دین اور مذہب پر سب کو لگایا جاتا جس پر آج سے چودہ سو سال قبل سے لوگ قائم ہیں اور سب مسلمان ہیں اور محمد رسول اللہ صلیم کے اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ کے امتی ہیں۔ لیکن کیا جماعت اسلامی نے ایسا کیا اور اگر وہ ایسا کرتی تو کیا اہل کے دربار میں مجرم ہوتی؟ برعکس اس کے اس خطرناک گروہ نے یہ کہا کہ اپنی کو اعلیٰ مسلمان اور دوسروں کو نسلی مسلمان کے دو الگ الگ ٹائٹل دیکر مسلمانوں کے اندر اختلاف اور شقاق، لڑائی اور جھگڑا، جس کو قرآنی زبان میں کفر کہا گیا ہے برپا کرنا

اور پھر بھی اپنے کو سب سے پکا اصلی مسلمان اور موادامت کو سنسلی مسلمان کہہ کر اپنے ساتھ ساتھ بہت سے مسلمانوں کے لئے ایک نئی قریب کر دی اور مسلمان ہے کہ "کلی جدید لریڈ" کے تحت اسی چودھویں صدی کے لیڈر کے لئے اور انوکھے کارناموں اور نئے مذہب کا پرستار بن رہا ہے اندر بالکل تبدیل ہوتا جا رہا ہے اور پھر بھی اس تسخیر انگیز تنازع کی صورت میں اپنے کو دوا دل کے مسلمانوں کی صف میں عقائد کی خرابی کے باوجود داخل رہنے پر اصرار ہے ابھی چند ہی ماہ کی بات ہے کہ مدرسہ بیروت العلوم سرے میر کے جلسہ کے سلسلہ میں علماء کرام نے جماعت اسلامی مودودی کے عقائد اور خیالات فاسد کا تذکرہ فرماتے ہوئے جماعت اسلامی کے دستور دفعہ ۶ کی عبارت ذیل کو مسلک اہل سنت والجماعت کے خلاف پاکر متنبہ کیا اور فرمایا کہ اس عبارت سے صحابہ کرام کے معیار حق ہونے کی سلب کلی ہوتی ہے جو فرق باطلہ کا مذہب ہے نہ کہ علماء حق کا عبارت دستور جماعت یہ ہے۔

"رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اس معیار کامل پر جانچے اور پرکھے اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اس کو اسی درجہ میں رکھے؟

علمائے کرام کے ارشادات کا رد عمل یہ ہوا کہ انہیں کے خلاف محاذ تیار کیا جانے لگا اور نصف درجن مولویوں اور بے ضرورت مفتیوں کی طرف رجوع کیا گیا۔ حالانکہ قضا

اور افتاء کا منصب جن کو ہے وہ اہل دیانت پر مخفی نہیں البتہ ماتم اس کا ہے جو مسائل دینیہ میں اعلیٰ بصیرت و درسیوخ، تفقہ، درجہ تہاد کی قابلیت کے ساتھ تہوی اور خشیت نہ رکھتا

ہو اور مسئلہ کے مالہ و ماعلیہ پر اس کی نظر نہ ہو اس کو فتویٰ دینا سزاوار نہیں اس لئے یہ ہمارا نہ تو منصب ہے کہ فتویٰ دیں اور نہ یہ ہمارے لئے جائز ہے کہ ایسوں کی طرف رجوع کریں بلکہ درس اور افتاء کے جو مراکز میں ان کے فیصلہ کا احترام کریں جیسا کہ سلف سے ہوتا آیا



ہے اور ہر فن میں فن دانسی ہی رائے حجت ہوتی رہی ہے اگر خدا نخواستہ ہم نے ان مستونوں کو گرا دیا تو پھر عمارت دین قائم نہیں رہ سکتی اور یہ ہی چیز مودودیت کہی جائے گی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس فتنہ تفریق بین المسلمین سے بچائے جس کے گناہ اور معصیت ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ واقعات شاہد ہیں کہ نصف درجن مفتی صاحبان کے فتویٰ کا تو کوئی اثر نہیں ہوا۔ البتہ جلسہ بیت العلوم میں علمائے کرام کے ارشادات کا اثر یہ دیکھنے میں ضرور آیا کہ ایک سائے روپ میں چوبیس صفحہ کی ایک تحریر شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی باقی منزل محلہ بدرقہ اعظم گڑھ سے بعنوان جماعت اسلامی اپنے لٹریچر کے آئینہ میں نظر سے گزری جس کو پڑھ کر خوشی بھی ہوئی اور افسوس بھی خوشی تو اس لئے ہوئی کہ چند باتوں کا اعتراف کر لیا گیا کہ ہم تو پہلے سے اس کے قائل ہیں چنانچہ کچھ حوالجات بھی درج ہیں اور بعض جگہ بلا حوالہ کے برات کی گئی ہے جو صاف اس بات کا ثبوت ہے کہ اعتراف ہے مگر ذرا اقامت فی الدین کے داعی اور حکومت الہیہ کے مدعی کا بھی تو مقام ہے اس کو بھی محفوظ رکھنا ہے آہستہ آہستہ انشاء اللہ تو بہ کر لیں گے دفعۃً ساکھ جاتی رہے گی۔ خیر یہ بھی غنیمت ہے افسوس اس لئے ہوا کہ اعتراف حق کیساتھ اگر اظہار حق بھی بر ملا ہوتا تو سلف صالحین کی سنت قائم رہ جاتی۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا بلکہ ہوا یہ کہ جماعت اسلامی مودودی کے جدید و قدیم لٹریچر کی بعض عبارتیں درج کر کے دنیا کو ایک سمرتبہ پھر مزید فریب اور غلط فہمی میں مبتلا کر دیا گیا اس لئے ہم نے ضروری سمجھا کہ ان تمام مخفی تبلیغات کو واضح کر دیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سمجھوں کو اپنی مرضیتاً آنحضرت صلعم کے سنن و ارشادات اور صحابہ کرام جو معیار حق یعنی دین کی کسوٹی ہیں۔ ان کے آثار پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے آمین۔

### تنبیہ

جماعت اسلامی مودودی کو پوری طرح سمجھنے کے لئے اور اس کے بارے میں

حق اور باطل کا فیصلہ کرنے کے لئے مسدود رہنے کی باتوں کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ وہ باتیں یہ ہیں۔ (۱) سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی زندگی کے مدوجزر اور قیام دار المصنفین اعظم گڑھ حیدرآباد دکن، پٹھان کوٹ، الجبیتہ کی ایڈیٹری اور پاکستان کی بود باش کو جو شخص بھی مد نظر رکھے گا وہ آسانی سے اس نتیجہ پر پہنچ کر رہیگا کہ موصوف میں بتدریج ہر طرح کی تبدیلی ہوتی رہی ہے اور آج بھی یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ آئندہ آپ اور آپ کی جماعت کیا کریگی؟ (۲) جماعت اسلامی مودودی کے لٹریچر کے اندر سخت قسم کا تضاد ہے اور یہ لٹریچر اتنا زیادہ پھیلا ہوا ہے کہ جب تک کافی مطالعہ نہ ہوگا اس کا زہر معلوم نہ ہوگا اور یہ جماعت آسانی سے لوگوں کو فریب میں مبتلا کر دیگی مثلاً: جماعت اسلامی اپنے لٹریچر کے آئینہ میں بھی اپنی برات اس طرح کی ہے کہ: "علماء کو مطعون کرنا ہرگز ہمارا شیوہ نہیں" اور چالاکی یہ کی ہے کہ بلاحوالہ چھوڑ دیا گیا ہے حالانکہ کارکنان تحریک اسلامی کے لئے اہم ہدایت شائع کردہ رام پور کے اندر ہی موجود ہے۔ وہ ٹکسالی تقویٰ اور احسان کی چیز ہے جس کی تربیت ہمارے ہاں فن دینداری کے ماہرین دیا کرتے ہیں۔ اس سے قبل کی چند سطریں بھی سامنے رکھی جائے لکھا گیا ہے: "جہاں تک اسلام زیر سایہ کفر کی کسی نہ کسی جزوی خدمت ہی کو بڑی سے بڑی چیز سمجھا جاتا ہے۔" یہ طعن نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا علماء کے فضائل اور مناقب بیان ہو رہے ہیں؟ اسی کا نتیجہ ہے کہ جماعت اسلامی مودودی اپنی بدترہانی اور اختلاف بیانی کے تپ دق میں مبتلا ہو گئی ہے اور گمنانی کے گڑھے میں پہونچ چکی ہے اور اب اس کا زور ختم ہو رہا ہے۔ (۳) سید ابوالاعلیٰ صاحب کی کتابوں اور ان کے لٹریچر میں الجہاد فی الاسلام دار المصنفین اور الجبیتہ کی تصنیف ہے اور اسی طرح رسالہ دینیات حیدرآباد کے زمانہ کی تالیف ہے جو حیدرآباد کے علماء اہل سنت والجماعت کی نگرانی میں جن کے اسماء گرامی کے اندر مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی مدظلہ بھی داخل ہیں شائع ہوا ہے چنانچہ اول ایڈیشن میں اس کا ذکر ہے اور پھر بعد والے ایڈیشنوں میں سے اس چیز

کو خالص کر دیا گیا ہے۔ آج جب علماء کرام کی طرف سے مواخذہ ہوا تو اسی کتاب کے اکثر حجابات پیش کئے جا رہے ہیں کہ ہم پر جو الزام ہے وہ صحیح نہیں بلکہ ہمارا یہ خیال ہے اور یہ عقیدہ ہے اور ہم نے اس کو اپنی فلاں کتاب میں لکھ دیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ لہذا ان کتابوں سے برأت صحیح نہیں۔ (۴) چونکہ جماعت اسلامی مودودی کا علم اور اس کی عقل و دونوں کم ہیں اس لئے اس کے لٹریچر کے اندر حد درجہ تضاد انتشار اور جملہ تحریریں ایک نواآموز طالب علم اور غیر مبصر اڈیٹر کی بلکہ اس سے زیادہ وقت نہیں رکھتیں ہیں۔ تحقیق کا تو ذکر ہی کیا پورا مجموعہ اختلاف بیان سے بھرا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ عقائد و ایمانیات تک میں یہ جراثیم موجود ہیں اور مگر اسی قدم قدم پر نمایاں ہے جہاں کہیں گرفت ہوئی دوسری جگہ کی عبارت لا کر دیکھا دیکھی یا درج کر دی گئی اور بیچارے عوام کو اٹھے علماء کرام سے بدظن بنا دیا گیا کہ دیکھو ہم پر یہ الزام لگایا جاتا ہے، حالانکہ ہم تو یہ عقیدہ اور خیال رکھتے ہیں۔ غریب مسلمان حد درجہ پریشان ہو کر نہ جانے کیا کچھ کہنا سننا شروع کر دیتا ہے اور پھر سو بار علماء کرام پر وہی کلمات بول کر مسب سے بدظن ہو جاتا ہے اور یہ مشا طر جماعت اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ سوچنی بات ہے کہ جہاں کہیں متفندا و خیالات اور عقائد قلب بند ہو چکے ہیں ان میں سے حق صرف ایک ہی ہو گا دوسرے کے بارے میں یہ ضرور کہا جائے گا کہ یہ غلط اور گمراہ کن بات ہے اس سے جماعت کو توبہ کرنا چاہیے اور اپنی کتابوں اور لٹریچر سے ان کو نکال دینا چاہیے۔

(۵) جماعت اسلامی مودودی ہند کا جماعت اسلامی مودودی پاکستان سے کوئی علاقہ ہے یا نہیں؟ اس کی صفائی جماعت اسلامی ہند نے دیکر اپنے کام کو فائدہ پہونچایا یا نقصان ہم کو اس بحث میں پڑنا نہیں ہے زمانہ خود فیصلہ کر دیگا البتہ افسوس اس بات کا ہے کہ یہ جماعت حد درجہ بزدل اور نہ مانہ ساز جماعت ہے ایک طرف مسات انکار اور پھر دوسری طرف چند ہی سطر پر یہ اقرار کہ ”بنیادی طور سے اقامت دیں اور اعلا و کلمہ حق ان کا مقصد بھی اور ہم سارا بھی۔“ (ملاحظہ ہو جماعت اسلامی اپنے لٹریچر کے آئینہ میں)



ناظرین خود انصاف فرمائیں کہ جب مقصد واحد ہے تو پھر اقامت دین اور اعلا رکلمہ اللہ کے لئے ہند اور پاکستان کے ذق کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیا دین کا کام اور اسلام کی تبلیغ کسی جزائی حدود کی محتاج ہے بلکہ ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست ہی مومن کا مطمح نظر رہا ہے اور رہنا چاہیے۔ افسوس ابنیام کے مقام سے بولنے کی مدعی جماعت اس درجہ ڈرپوک، حب الدین اور کرامیتہ الموت کی شکار ہو جائے اور سفید جھوٹ بول کر بھی لوگوں کی منظور نظر ہو سکتی ہے۔ کیا یہ بھی کسی کو معلوم نہیں کہ سید ابوالاعلیٰ صاحب کے قدیم و جدید لٹریچر کی خرید و فروخت طباعت و اشاعت اور پاکستانی ہدایات تک وغیرہ کو جماعت اسلامی ہند برابر پھیلاتی رہتی ہے اور کیا دونوں جگہ کی جماعتوں کا نظریہ، طریق فکر اور طریق کار ایک نہیں ہے اور کیا دستور جماعت اسلامی ہند کے اندر یہ نہیں لکھا گیا ہے: ”لوگوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ ایک مضبوط، جمے ہوئے اور زمین پر چھائے ہوئے دین (نظام اطاعت غیر اللہ) کو ہٹانا اور اس کے بجائے دوسرے دین (نظام اطاعت الہی) کو قائم کرنا (صفحہ ۹۴) کیا اس عالمگیر تصور اور نظام غیر اللہ کو دور کرنے کی ہند اور پاکستان کی جماعت اسلامی مدعی نہیں ہے۔ پھر اشتراک سے ڈر ہی کیوں ہے؟ جماعت اسلامی ہند کے دستوریں تو یہاں تک کہ مومن کو دقامت فی الدین و غیرہ کیلئے مجبوراً جنگ کرنی پڑتی ہے۔ تاکہ دین کے قیام میں جو چیز سد راہ ہو دے راستہ سے ہٹا دے۔ صفحہ ۵۱ کیا یہ نظریہ، اصول اور عقیدہ ہند اور پاکستانی جماعت کا نہیں ہے؟ لہذا لوگوں کو اس دہوکہ میں نہ آنا چاہیے یہ تو سیاسی چالیں ہیں جو اقامت دین اور حکومت الہیہ کا خواب دیکھنے والوں کا نصب العین نہیں ہونا چاہیے تھا۔ کیا جماعت اسلامی لیدر ابوالاعلیٰ صاحب کی روح ہند اور پاکستان کے امیروں اور ان کے طریق کار کے اندر جاری و ساری نہیں ہے؟ اور کیا: ”کارکنانِ تحریک اسلامیہ کے لئے اہم ہدایتوں“ کے عنوان سے پاکستان میں



ابوالاعلیٰ صاحب نے جو پیغام دیا تھا اسکو جماعت اسلامی راپور نے چھاپ کر ہندوستان کے اندر نشر نہیں کیا وہاں جو آواز نکلا آتی ہے کیا وہ جماعت اسلامی ہند کا لڑپھر نہیں بنی جاتی اس اہم ہدایات کے صفحہ ۲۸ پر کیا یہ انوکھا بلکہ احمقانہ انکشاف نہیں کیا گیا ہے کہ جماعت اسلامی کا اثر قبول کرنے کے بعد ابتدائی مرحلے میں انسان کے اندر تقویٰ اور احسان کی جو حقیقی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے وہ عمر پھر تیز کی نفس کی تربیت پلنے بلکہ تربیت دینے والوں میں بھی نظر نہیں آتی؟ سچا اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟ مطلب یہ ہو کہ ہم نشینان رسول صلعم تو سالہا سال تربیت پانے کے بعد بھی جماعت اسلامی کے لڑپھر کے اندر تقویٰ اور احسان کی حقیقی کیفیت اور روح سے معاذ اللہ غافل ہوں لیکن اس عہد کے۔۔۔ کی جماعت میں داخل ہونے ہی کیسا حقیقی تقویٰ اور احسان کی روح حلول کر جائے اگر یہ غایت درجہ کی بددعا ہی نہیں تو ہے پھر کیا قرآن پڑھنا ہے (فلا تزکوا انفسکم ہوا علم بن اتقی) یہ ہی علم اور یہ ہی عقل لیکر یہ جماعت اٹھی ہے اقامت دین کے جسکو ذمہ برابر بھی شعور نہیں کہ باادب آدمی کیسے رہنا چاہیے اور کیسے بولنا چاہیے۔۔۔ مرد و عورت بالاکو ذمہ نشین کرتے ہوئے جماعت اسلامی ہند و پاکستان کے لڑپھر کو دین کے آئینہ میں ملاحظہ فرمایا جائے کیونکہ مہاراجا حق انحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ کرام میں۔۔۔ ما انا علیہ واصحابی، اس پر نص صریح ہے ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ اب ان عبارتوں کو نقل کرتے ہیں جو جماعت کے لڑپھر کے اندر موجود ہیں اور خشکی بنا پر علما حق نے فتویٰ دیا ہے کہ یہ جماعت گمراہ کن ہے اور اسکا لڑپھر گمراہی کا داعی ہے مسلمانوں کو اس سے دور رہنا دینا کو محفوظ رکھنا ہے وہ عبارتیں یہ ہیں۔

حضرات انبیاء علیہم السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ اور محبت الیک رب الترمی کی تفسیر کے بارے میں لکھا گیا ہے سائیں اس جلیل المرتبت پیغمبر کے متعلق لکھا گیا ہے کہ ”ان کی مثال اس جلد یا نہ فاتح کی سی ہے جو اپنا اقتدار کے استحکام کے بغیر مارچ کرتا ہوا بڑھا چلا جائے اور پچھے جنگل کی آ کی طرح مفتوحہ علاقوں بنات پھیل جائے“ (ترجمان القرآن جلد ۲۹ عدد ۲ صفحہ ۵)

ایک جلیل القدر نبی کیلئے یہ الفاظ کس افتاد و طبع اور کس مزاج و مذاق کی تراوش ہیں؟

تمام پیغمبروں کے سردار رحمت العالمین محمد رسول اللہ صلعم کی کامیابی کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

”اس کی وجہ یہ ہی تو تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا تھا جس نے اندر بیکری کی زبردست طاقت موجود تھی۔ اگر خدا نخواستہ آپ کو بودے، کم ہمت فیوہ الا مادہ اور ناقابل اعتماد لوگوں کی بھیر چلتی تو کیا پھر مجاہدہ نتائج نکل سکتے تھے؟“

تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں صفحہ ۱۷۔

حضور صلعم کی کامیابی کے ہر موڑ پر دراصل جو چیز برب تھی وہ تائید الہی تھی نہ کہ عالم اسباب کے ظاہری اسباب اور وسائل یہ تو صریح نصوص قرآنی کے خلاف اور سخت قسم کی گمراہانہ بات ہے جو بد دین یورپ کا سرمایہ تحقیق اور غایت درجہ حق تو ہو سکتا ہے مگر اقامت دین کے داعی مبلغ اور مناد کا تو یہ طمدانہ شیوہ نہیں ہونا چاہیے قرآن جماعت اسلامی کے اس لٹریچر کی پر زور تردید کرتا ہے غزوہ بدر میں ہے

<p>اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم بالکل بے حقیقت تھے سو اللہ سے ڈرو کہ شاید تم احسان مانو سورہ انفال میں ارشاد ہے۔</p>	<p>وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِذِي قُلُوبٍ اَذَلْتُمْ فَاقْتُلُوا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (آل عمران)</p>
---	--

”جب تم لگے زیاد کرنے اپنے رب سے تو قبول فرمائی۔ تمہاری دعا کہ میں تم کو مدد دوں گا ہزار فرشتوں لگا رہتا رہا آئینہ الوں سے اور یہ تو صرف اللہ نے خوشخبری دی اور تاکہ مطمئن ہو جاویں اس کلمہ دیم سے تمہارے دل اور مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔“ قرآن یاد آواز بلند دعا ہے کہ دیں الہی کے لئے اجتماع اور اختلاف کی جو صالح اور حقیقی زندگی تھی وہ قرآن کی زبان میں یحییٰ سورہ انفال میں ہے ”اگر تو خرچ کر ڈالتا جو کچھ زمین میں ہے سارا زلفت ڈال سکتا ان کے دلوں میں لیکن اللہ نے زلفت ڈال دی ان میں بیشک وہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔“ میرے نادان دوستو!۔ کیا تم کو قرآن کی آیات اور صحیح احادیث نبوی کے اندر کہیں نظر نہیں آتا ہے کہ آنحضرت صلعم اور جملہ حضرات انبیاء علیہم السلام

کی کامیابی کا راز اللہ تعالیٰ کی غیر مرنی طاقت کر رہی تھی؟ اور کیا اللہ تعالیٰ کے فضل اور آنحضرت  
صلعم کی فیض صحبت نے حضرت ابو بکر کو صدیق اور حضرت عمر کو فاروق کے خطابات سے سر  
زاد نہیں زمانا ہوا تھا؟ آخر کس نے ابو بکر کو صدیق اور حضرت عمر کو فاروق بنایا تھا کیا؟  
جماعت اسلامی کے لڑاچر سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ پیغمبر اسلام خود ان وسائل و اسباب  
ظاہری کا محتاج تھا۔ اگر بہترین انسانی مواد نہ ملتا تو پھر پیغمبر پیغمبر ہی نہ رہ جاتا اور نہ اس  
کے مشن کو کامیابی ہوتی

ترجمہ یہ ہے۔ "بڑی سخت بات ہے جو ان منہ سے نکلتی ہے زاجھوٹا جکتے ہیں۔" جماعت  
اسلامی کے مذکور بالا لڑاچر کے ساتھ رسالہ ترجمان القرآن صفحہ ۳۲۷ ۳۵۶ میں بطور  
قاعدہ کلیہ لکھا گیا ہے۔

"اگر کسی شخص کے احترام کے لئے یہ فردری ہے کہ اس پر کسی پہلی سے کوئی تنقید نہ کی جائے  
تو ہم اس کو احترام نہیں سمجھتے بلکہ بت پرستی سمجھتے ہیں اور اس بت پرستی کو مٹانا منجملہ ان مقاصد  
کے ایک اہم مقصد ہے جس کو جماعت اسلامی پیش نظر رکھتی ہے۔"

کیا اس عبارت اور اس کے الفاظ میں وہ عموم نہیں ہے جو کہ انبیاء علیہم السلام  
وغیرہم کو شامل ہو؟ کوئی بھی مستثنیٰ نہیں ہے اور کسی کو بھی تنقید سے بالاتر سمجھنا کیا شرک  
اور بت پرستی ہے۔؟

ان کم مالکان علم اور تہی دستان عقل سے کون پوچھے کہ کیا حضرات انبیاء علیہم السلام  
بالخصوص محمد عربی صلم پر کسی اعتبار سے تنقید کرنا اس پر قرآن مجید کی کوئی آیت یا احادیث  
صحیحہ نہ ہسی ضعیف سے ضعیف حدیث اور آثار منقطعہ موجود ہے؟ اور کیا کسی مسلمان کو  
یہ حق پہنچنا ہے کہ وہ آنحضرت صلم پر تنقید کرے؟ انبیاء کو تو چھوڑ دو کیونکہ ان پر تنقید کرنے  
والا مرتد ہی ہو سکتا ہے مسلمان نہیں ہو سکتا اور نہ اس کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ بلکہ  
حضرات صحابہ پر بھی تنقید جائز نہیں ہے چنانچہ کتب اصول متفقین میں کہ صحابہ کو چھوڑ کر



تالین سے ہر تنقید شروع کی جائے ملاحظہ ہو۔ بشرط الامتہ الخمسہ حازمی صفحہ ۳۲  
تفصیل آگے آتی ہے۔ مگر اہی کی انتہا ہو گئی کہ حضرات انبیاء اور صحابہ وغیرہم کے احترام  
کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کو تنقید اور جرح سے بالاتر سمجھنا جماعت کے لڑیچہ میں شرک اور بت  
پرستی ہے۔ کتنی جاہلانہ بات ہے کیا ان لوگوں کو تعظیم احترام اور عبادت میں فرق کرنے کی  
صلاحیت ہی مفقود ہے حالانکہ غیر اللہ تک کی تعظیم اور احترام کلیتہً ممنوع نہیں ہے۔ البتہ  
غیر اللہ کی عبادت شرک جلی ہے جس کی اجازت ایک لمحہ کے لئے بھی کبھی نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی  
ہے تفصیل کے لئے حجۃ اللہ البالغہ دیکھی جائے۔ کیا جماعت کے لڑیچہ سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی  
ہے کہ اگر کوئی شخص سنیوں پر اور صحابہ پر نصوص قرآنی اور احادیث نبوی کی روشنی میں اعتراض  
اور تعظیماً کسی قسم کی تنقید کو روانہ رکھے تو وہ مشترک اور بت پرست ہو جاتا ہے جماعت کے  
لڑیچہ سے یہ ہی نکلتا ہے

ناظرین خود انصاف فرمائیں۔

ہرگز اس فریب میں نہ آئیں کہ دیکھو ہمارا یہ عقیدہ ہے اور حوالہ دیا جائے۔ رسالہ دینیات اور  
پہلے کی دوسری تحریروں کا۔ تضاد اور اختلاف بیانی ہی کے اندر اس جماعت کا راز چھپا ہوا  
ہے۔ واقعات شاہد ہیں کہ معمولی پڑھا لکھا آدمی بھی سمجھتا جا رہا ہے کہ ضرور دال میں کالا ہے  
کہ کہیں کچھ لکھا جاتا ہے اور کہیں اس کے خلاف موجود ہے آخر اس کا منشا کیا ہے یا تو یہ جماعت  
اپنے علم اور اپنی عقل کی کمی کی بنا پر ایسا کرتی ہے یا پھر کچھ کرنا چاہتی ہے جس کے لئے یہ طریقہ قصداً  
اختیار کیا گیا ہے۔

جماعت اسلامی کے لڑیچہ میں حضراتِ مطہر دین کا پیشوا اولین اور اسلام کا منبر اول حضرت  
صحابہ پر طعن اور بدگوئی۔ صحابہ کرام ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان کی  
توثیق و تعدیل، زندگی ہی میں بشارتِ جنت اور سب سے بڑھ کر اپنی رضا و خوشنودی  
سے سرفراز فرمایا اور رہتی دنیا تک کے لئے یہ منابہ بنا دیا کہ جو جہا جہا رہیں اور انصار رہیں

لانے میں سب سے مقدم ہیں اور (بقیہ امت میں) جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو  
 ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے۔ (سورہ توبہ) دوسری  
 جگہ ارشاد ہوتا ہے: "ان صاحب امتد جہا جریں کا بالخصوص حق ہے جو اپنے گمراہوں سے اور اپنے  
 مالوں سے جدا کر دیئے گئے اور اس ہجرت سے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کے طالب  
 ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے دین کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ (ایمان کے) سچے  
 ہیں۔" (سورہ حشر)

تیسری جگہ عام امت سے ان کو ممتاز کر دیا گیا ہے۔ "اور اللہ نے محبت ڈال دی تمہارے  
 دلوں میں ایمان کی اور اچھا دیکھا یا اس کو تمہارے دلوں میں اور نفرت ڈال دی تمہارے  
 دلوں میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی وہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر (ہجرت) چوتھی جگہ صحابہ  
 کرام کے شرف و مجد، فصیلت اور عظمت کی انتہا کر دی ہے۔ ارشاد ہے: "جو لوگ آپ کے  
 ہاتھ پر (رسول کی) بیعت کر رہے ہیں وہ آپ سے نہیں بلکہ خدا سے بیعت کر رہے ہیں۔ خدا کا ہاتھ  
 ان کے ہاتھوں پر ہے۔" (سورہ فتح)

پانچویں جگہ صحابہ کی حیات طیبہ کا نقشہ ان الفاظ میں قرآن مجید، تورات، انجیل  
 کے اندر کھینچا گیا ہے: "محمد صلعم اللہ کے رسول ہیں اور جو آپ کی صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے  
 مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں جہربان ہیں لے مخاطب آپ ان کو دیکھیں گے کہ کبھی رکوع  
 کرتے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں ان کی  
 عبادت و سجدہ کے آثار ان کے چہروں میں نمایاں ہیں یہ ان کے اوصاف تورات و انجیل  
 میں مذکور ہیں (سورہ فتح) برابر نہیں تم میں جس نے کہ خرچ کیا فتح تک سے پہلے اور لڑائی کی ان  
 لوگوں کا بڑا اور بڑا ہے ان سے جو کہ خرچ کریں اس کے بعد اور لڑائی کریں اور سب سے وعدہ  
 کیا ہے اللہ نے خوبی کا۔ (حدید)

کہاں تک ان ہم نشینان بنوی اور جو انیس پیغمبر عربی کے اوصاف بیان کے جائیں

اور پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور توفیق کے بعد ضرورت ہی کیا باقی رہ جاتی ہے تاہم مشن نمونہ  
از خروارے علما مان بنوی کی ثنا و صف کچھ خود آقا کی زبان سے بھی سن لینا ایمان والوں  
کے لئے تسکین قلب اور تزکیہ باطن کا باعث ہو گا۔ شہادت بنوی ہے

(۱) حضرت خدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے  
ہوئے تھے آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ میں تمہارے درمیان کتنے دن رہوں پس میرے  
بعد ان لوگوں کی پیروی کرو جو میرے بعد ہیں اور اشارہ فرمایا۔ آپ نے حضرت ابو بکرؓ اور  
حضرت عمرؓ کی جانب۔ (ترمذی)

(۲) ایک عورت خدمت بنوی میں حاضر ہوئی اور آپ سے کسی معاملہ میں گفتگو فرمائی  
آپ نے کسی کام کے کرنے کا حکم دیا اس عورت نے کہا کہ اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو کیا کروں  
آپ نے فرمایا اگر مجھے نہ پاؤں تو ابوبکرؓ کے پاس آؤ۔ (ترمذی)

(۳) اللہ تعالیٰ احق کو حضرت عمرؓ کی زبان اور آپ کے قلب پر جاری فرمادیا ہے (ترمذی)  
(۴) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ عمر ہوتے۔ (ترمذی)

(۵) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیعت ارضیہ  
کا حکم دیا تو حضرت عثمان بن عفان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کے پاس بھیجا تھا پس لوگو  
نے بیعت کی جب حضرت عثمان کی باری آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت  
عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام میں ہیں چنانچہ آپ نے اپنا ایک ہاتھ دو سرے  
ہاتھ پر مارا (گویا آپ کا ایک ہاتھ حضرت عثمان کا ہاتھ تھا) اور رسول اللہ کا ہاتھ حضرت  
عثمان کے لئے کہیں بہتر تھا بہت لوگوں کے ان کے اپنے ہاتھوں سے (ترمذی)

(۶) لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اپنا خلیفہ مقرر فرمادیں آپ  
نے فرمایا کہ اگر میں خلیفہ مقرر کروں پھر میرے بعد تم اس کی نافرمانی کرو تو تم پر عذاب الہی  
نازل ہو گا۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ خدیقہ جو کچھ تم سے بیان کریں تو تم لوگ اس کی



تصدیق کرنا اور عبداللہ بن مسعود جو کچھ احکام الہی بتائیں اس کو پڑھنا یعنی تسلیم کرنا۔  
(ترمذی) (۱) تم میرے صحابہ کو برا نہ کہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ  
اگر کوئی تم میں کا پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ صحابہ کے ایک مدینے (۱) چھٹانک کے برابر  
نہ ہو پچھے ثواب کو۔ (بخاری و مسلم)

ماظنین مذکورہ بالا نصوص قطعیہ اور آثار بنویہ سے یہ بات پوری طرح ثابت ہے کہ  
حضرات صحابہ کرام نہ صرف معیار حق یعنی دین کی کسوٹی ہیں بلکہ آنحضرت صلعم کی بنوت کے  
جہاں اور بہت سے دلائل میں ان میں صحابہ کرام کی ذات ہمارے سامنے سب سے رفیع  
اعلیٰ دلیل بنوت بنکر آجاتی ہے۔ انہیں بزرگوں کی کوششوں سے دنیا بدل گئی۔ اور  
نہایت ظلمت سراپا نور ہو گیا۔ آفتاب رسالت کے ان پر دانوں کے لئے دامن رحمت میں  
غروب ہونے والے آفتاب بنوت نے مسلمانوں کے لئے یہ پیغام چھوڑا (اصحابی کا لفظ صحابہ کرام  
اقتدیہم اھتدیہم میرے صحابہ مثل ستاروں کے ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے  
(اور جس کو بھی معیار حق بنا لو گے) ہدایت پا جاؤ گے جملہ حضرات صحابہ کرام کی جامعیت اور  
یک رنگی کی نظیر پیش کرنے سے دنیا عاجز ہے۔ قرآن پڑھئے تو نظر آتا ہے کہ اگر صحابہ کرام نہ  
ہوتے تو اسلام محض ایک تخیل سے زیادہ نہ ہوتا اور ایک بے تعبیر خواب کہا جاتا ذرا بھی  
صحابہ کرام کے متعلق بدگوئی اور سوسن رکھنا فقر بنوت و رسالت کو مسمار کرنا ہے اوپر  
جو دلائل قرآن و حدیث ذکر کئے گئے ہیں ان سے بادی تامل یہ نتیجہ نکل آتا ہے۔ (۱) کہ  
حضرات صحابہ کرام قطعاً معاصی سے محفوظ اور گناہوں سے دور تھے۔

(۲) یہ محفوظیت خواہ عصمت کی وجہ سے ہو یا ثبوت رضا و خداوندی کی بنا پر یا قلوب فی  
الجنة کی بشارت سے ہو یعنی طور پر صحابہ کے بارے میں جو وہ ہے جو کسی اور کے لئے نہیں ہے۔

(۳) ثبوت اجتناب اور کفالت خداوندی کہ اسباب معاصی سے محفوظ رکھا یہ کامل

طور پر صحابہ کرام ہی پر صادق آتا ہے۔

(۴) صحابہ سچے تھے، فلاح پانوالے تھے، ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کے لئے بھی جنت کی خوشخبری اور رضا باری کی خوشنودی کا وعدہ ہے۔

(۵) خدا نے صرف اپنے فضل و کرم پر اکتفا نہیں کیا بلکہ صاحب معد و رسما نوں کو اللہ کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خطاؤں سے درگزر کرنے کی نہ صرف ہدایت فرمائی بلکہ توبہ مغفرت قرار دیا۔

(۶) ایمان کی پختگی کا دار و مدار ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ پر ہے جو صحابہ کا طرز امتیاز رہا ہے۔

(۷) صحابہ کرام ہی نیک راہ پر ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم قدم قدم پر ان کے ساتھ ہے قرآن کریم کے بعد انبیا ذات اقدس کا حکم ہے جو معصوم بھی ہے، معیار حق بھی ہے اور جو کہتا ہے وحی الہی سے کہتا ہے کہ۔

(۱) تم سے حدیث جو کچھ بیان کریں بلا چون و چرا مان لو (۲) جو کچھ عبداللہ بن مسعود کا قرآنی بتائیں بلا تردد تسلیم کر لو۔ (۳) میں ہر اس چیز سے راضی ہوں جس کے ساتھ عبداللہ ابن مسعود کی رضا ہو (۴) تم لوگ عبداللہ ابن مسعود کی رضا ہو (۵) میرے بعد ابوبکر و عمر کی پیروی کرو (۶) خلفاء راشدین کے طریقہ کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ (۷) میرے بعد اگر کوئی نبی ہو تا تو عمر ہوتے۔ (۸) بیعت الرضوان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دیا (۹) حضرت ابوبکر و عمر علاوہ انبیاء کے جنت میں تمام اولین و آخرین کے سرور ہیں (۱۰) کسی کو جائز نہیں کہ ابوبکر کے ہوتے ہوئے اقامت کرے۔

مذکورہ بالا ارشادات بنوی صلعم کے صفات معنی یہ ہیں کہ صحابہ کو تم اپنے لئے معیار حق یعنی دین کی کسوٹی بلا چون و چرا بنا لو اور اس پر عمل کرو اس کے ساتھ دستور جماعت کی دفعہ (۶) کی کسی قسم کی کوئی قید نہیں ہے کہ خدا کے بنائے ہوئے اس معیار کامل پر جانچنا اور

پر رکھنا اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اس درجہ میں رکھنا دوسری طرف دستور جماعت کی دفعہ ۶ کہتی ہے کہ ”رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیار حق نہ بنائے۔“

اس دستور کی دفعہ ۶ کے متن کی شرح بھی جماعت اسلامی مودودی کے لکچر میں

یہ ہے۔

(۱) انسان کے ذاتی جذبات قومی اور خاندانی جذبات سے کہیں زیادہ عزیمت

شکن اور بے پناہ ہوتے ہیں۔ جب غیرت اور حمیت کا طوفان جوش مارتا ہے تو بڑے بڑے ارباب عزم و متانت کے پاؤں بھی اس کی رو میں اکھڑ جاتے ہیں، نفس کا یہ سب

سے کامیاب اور خطرناک وار ہے جسے رد کرنے کے لئے بنوت کا استقلال چاہیے اسلام

کی بلند نظری اور حق پسندی یہاں اپنے انتہائی کمال پر پہنچ جاتی ہے اگرچہ غیرت

انسانیت کا بہترین جوہر ہے لیکن اسلام اسے بھی آزاد نہیں چھوڑتا اسے بھی اپنا تابع

بناتا ہے اسے اعتدال کے حدود سے باہر نہیں جانے دیتا اور انسان کو حکم دیتا ہے کہ وہ

کبھی نفس کے رجحانات سے مغلوب نہ ہو۔ جو کچھ کرے اور جو کچھ کہے نفسانیت اور جذبات

سے عاری ہو کر عقل خدا کے لئے اس کی رضا جوئی کے لئے اور اس نظام عدل کی برقراری

کے لئے۔ اسلام کا یہ نازک ترین مطالبہ ہے اور یہ اتنا نازک ہے کہ ایک مرتبہ صدیق اکبر

جیسا بے نفس متواری اور سراپا للہیت انسان بھی اس کو پورا کرنے سے چوک گیا۔ واقعہ افک

ایسا شدید سانحہ تھا جس سے بڑھ کر انسان کے لئے جانگسل اور روح فرسا ابتلا ممکن

ہی نہیں۔۔۔۔۔ چنانچہ آپ نے یعنی صدیق اکبر نے قسم کھائی کہ اسذہ اس شخص یعنی سطح

ابن اثاثہ جو ان کی کفالت میں تھے کی کفالت نہ کروں گا۔ مگر اسلام ایک سچے انسان

کو جس مقام فضل و احسان پر دیکھنا چاہتا ہے یہ مقام غیظ و انتقام اس سے فزونی تر تھا فوراً

تنبیہ ہوئی کہ دلائل اہل ادب و الفضل منکم۔ غور کرو سطح نے کیسا شیخ جرم کیا تھا اپنے

حسن اور سرپرست کے کلیجہ پر کیسا سموت حیرانہ تھا اور اس کی پاداش میں اس پیکر



مہر و تحمل نے کتنا خفیف اقدام کیا تھا؛ مگر اسلام کی روح اس خفیف ترین بیگانے جذبہ سے بھی کس طرح مضطرب ہو جاتی ہے اس کا معیار فعیلت اتنی سی غیر اسلامی حمیت کو بھی برداشت نہیں کرتا۔“ ترجمان القرآن جلد ۱۲ عدد ۴ ماہ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ صفحہ ۲۳۰

(۲) لیکن دنیا تو ہر بلندی کے آگے سرٹیک دینے کی خوگر تھی اور ہر بزرگ انسان کو مقام بشر سے کچھ نہ کچھ برتری سمجھتی آرہی تھی چنانچہ اس تخیل کا اثر بیٹے بیٹے بھی کبھی نہایا ہو جاتا تھا۔ غالباً یہی شخصی عظمت کا تخیل تھا جس نے رحلت مصطفوی کے وقت اضطرابی طور پر حضرت عمرؓ کو تھوڑی دیر کے لئے مغلوب کر لیا تھا۔ لیکن ان تمام تصریحات کے باوجود اس جگرگداز خبر کو سن کر کہ آنحضرت صلعم نے وفات پائی حضرت عمرؓ جیسا اعلیٰ تربیت یافتہ مسلمان بھی فوراً جذبات میں توازن کھودیتا ہے تھوڑی دیر کے لئے بھول جاتا ہے کہ قصار الہی کے سامنے بالاولیٰ سب ایک ہیں اور حیران ہو ہو کر سوچتا ہے کہ اتنی بڑی ہستی کس طرح اس معمولی انداز سے گزر جاسکتی ہے؟ غیرانہ شخصیت کی بزرگی کا جو سکھ نفس میں حرسم تھا اس کی بنا پر وہ آپ کی وفات کا یقین کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔

(ترجمان القرآن جلد ۱۲ عدد ۴ ماہ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ صفحہ ۸۷)

(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد کے متعلق لکھا ہے کہ جاہلیت کو اسلامی نظم اجتماعی کے اندر گھس آینے کا راستہ مل گیا (تجدید و احیاء دین صفحہ ۲۳)

(۴) خلافت راشدہ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور شروع ہوتا ہے لکھا گیا ہے کہ آخر کار خلافت علی منہاج النبوة کا دور ختم ہو گیا اور اس طرح حکومت کی اساس اسلام کے بجائے پھر جاہلیت پر قائم ہو گئی صفحہ ۲۳ حوالہ مذکور۔

(۵) تنبیہات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے متعلق گہرا فحاشی کی گئی ہے۔ انہوں نے اگر اپنے محبوب آقا میں جسکی غیر معمولی شخصیت سے وہ بچد موعوب بھی تھے اس فحش کے قابل چیز کا ادعا کیا تو یہ بالکل ایک امر فطری ہے (صفحہ ۳۲۷)

(۶) حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا گیا ہے اسلام کی عاقلاانہ ذہنیت کسی خفیف سے خفیف غیر اسلامی جذبہ کی شرکت بھی گوارا نہیں کر سکتی اور اس معاملہ میں اس قدر نفس کے میلانات سے متفر ہے کہ حضرت خالد جیسے صاحب فہم انسان کو بھی اس کے حدود کی تمیز مشکل ہو گئی۔ (ترجمان القرآن ۵۷ صفحہ ۲۹ جلد ۱۲)

(۷) بسا اوقات صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا اور وہ ایک دوسرے پر چوٹیں کر جاتے تھے۔ (تفہیمات صفحہ ۳۲۰)

(۸) ”اس تصور (اسلام کا نظریہ جنگ) کی خالص اخلاقیات اور بے لوث عقلیت اتنی بلند تھی کہ اس کی رفعتوں تک پہنچنے میں ان لوگوں کو بھی ابتداً بڑی دشواری پیش آئی جو نفسیائیت اور جاہلیت کو یکسر خیر باد کہہ چکے تھے برسوں کی تعلیم و تربیت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو میدان جنگ میں لائے اور باوجودیکہ ان کی ذہنیت میں انقلاب عظیم رونما ہو چکا تھا مگر پھر بھی اسلام کی ابتدائی لڑائیوں میں صحابہ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی اصلی اسپرٹ کو سمجھنے میں بار بار غلطیاں کر جاتے تھے (ترجمان القرآن ۵۷ صفحہ ۲۹۲)

(۹) لیکن یہ انقلابی تصور حکومت اس قدر عقلی اور جذبات نفس سے اس قدر بلند تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لیجانے کے بعد اسلام کے ان زبردست علمبرداروں نے بھی جو جاہلیت کے ایک ایک نشان کو پاؤں تلے روند چکے تھے۔ اس کو پوری طرح سمجھنے سے اپنے آپ کو عاجز پایا۔ ثقیف بنی مساعدہ میں خلافت کا مسئلہ پیش ہوتا ہے ہاجرین اور انصار میں جماعتی کشمکش شروع ہو جاتی ہے ایک گروہ اس خیال میں ہے کہ سلطنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوت ہازد سے قائم کی ہے لہذا آپ کے ترابتداروں کے سوا وراثت اور جاہلیت کا حق کسی کو نہیں پہنچتا۔ دوسرا گروہ گروہ موثر کرب کے میدانوں اور صحراؤں کو دیکھتا ہے تو قریب قریب ہر جگہ اسے

اپنے ہی نو بہنوں اور جگر گوشوں کا ہزار نظر آتا ہے ہر سمت اسے اپنے ہی خون کی لکڑی دیکھائی پڑتی ہے۔ اس وقت وہ اسلامی تصور صلاحیت و استحقاق سے بیگانہ ہو کر اپنی قربانیوں کا سعادۂ چاہتا ہے... آخر کار رفع نزاع کی خاطر انصار بول اٹھتے ہیں کہ۔  
 سنا امیر و شکم امیر یعنی ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم سے ہو اندازہ کرو ایسے قرآنی تصور خلافت کی بلندی کا ایسے ارباب بعیرت اور اخلاق پسند انسانوں کی فہم بھی کھوڑی دیر کے لئے وہاں تک پہنچنے سے قاصر رہ جاتی ہے۔ (ترجمان حوالہ مذکور)  
 (۱۰) تقیہات میں حضرت عائشہؓ، حضرت حسنؓ، حضرت علیؓ کا نام لیکر ان پر یہ جھوٹا الزام رکھا ہے کہ یہ تینوں بزرگ دوسرے صحابہ پر پوٹ کرتے تھے اور ان کو جھوٹا کہتے تھے۔

ناظرین کرام۔ ادپر ہم نے جو قرآنی شہادت اور احادیث سے صحابہ کی عظمت کا ثبوت پیش کر دیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے اور پھر اس کے بعد نمبر وار دس مثالیں صحابہ کرام کے بارے میں جماعت اسلامی مودودی کے لٹریچر سے بلا تبصرہ نکال کر رکھ دیا ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے اب آپ قلب کی طہارت اور ایمان داری کو مد نظر رکھتے ہوئے جماعت کے لٹریچر میں حضرات انبیاء کرام اور صحابہ رسول کے بارے میں جو قصیدہ نعیتہ مدحیہ موجود ہے کیا یہ کسی صحیح الدماغ انسان کا کارنامہ کہا جاسکتا ہے اور کیا ہم نشینان رسول پر جرح و تنقید کسی سچے مسلمان کا شیوہ ہو سکتا ہے۔ آخر اس بد تمیزی کی ضرورت ہی کیا تھی۔ کیا قرآن کے بیان حصول رضواں اور جنت کی بشارت اور کفر، فسق اور عصیاں سے مراحل و درجات کے بارے میں میر کے قصے اور احادیث احاد سے استناد درست ہے؟ کیا قعر نبوت کی جو اینٹیں ہیں اور رستہ کی دلیل ہیں ان کو مجرد کرنا وہی حیثیت رکھتا ہے جو ماد شہ آئے دن کا مشغلہ بیگانگان کے طور پر کرتے رہتے ہیں جو گمراہ فرقوں کا مذہب ہے؟ بغرض محال مان بھی لیا جائے



کہ صحابہ ایک دوسرے پر حملہ کرتے تھے تو کیا اس کے یہ معنی ہوئے کہ ہم کو بھی یہ حق حاصل ہو گیا وہ اگر خدا نخواستہ کرتے تھے تو وہ برابر ہی کے تھے اور صحابی۔ صحابی پر اگر تنقید کرے تو چند آلاتی گرفت نہیں مگر دوسروں کو یہ حق دینا گناہ ہے معصیت ہے اور کفر کے مراد ہے۔

(۳) میں حضرت عثمان کے عہد کے متعلق جو بدزبانی کی گئی ہے وہ ظاہر ہے کہ حضرات صحابہ کرام اور تابعین کے سوا کسی اور کے بارے میں نہیں ہے ان کے متعلق یہ خیال نو ذی اللہ جاہلیت کا شکار ہو گئے تھے سخت قسم کی ظالمانہ حرکت بے باکی اور گستاخی ہے اسی طرح ہم میں حضرت امیر معاویہؓ کے بارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعائیں مقبول ہیں کہ اے اللہ معاویہ کو ہدایت کر نیوالا اور ہدایت پانوالا بنا اور ان کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت بھی ہو (ترمذی) اس جلیل القدر صحابی اور کاتب وحی بنوی کے بارے میں بددگامی اسی ذوق تنقید کا نتیجہ ہے جو اخبار کے غیر محتاط ایڈیٹروں کا دیکھنا ہے۔ درانحالیکہ حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت کو حضرت شاہ ولی جائز خلافت لکھتے ہیں (ازالہ صفحہ ۶) اور حضرت عبداللہ بن مبارک زمانہ ہیں الغبار الذی دخل الفرس معاویہ خیر من اولی القریٰ وعمر المروانی۔

میں میں خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو لکھا گیا ہے کہ حضرات صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر معمولی شخصیت سے مرعوب ہو کر غیر واقعی امر کا ادعا کرتے تھے یا حضور کے متعلق ان کے تاثرات واقیعت کی بنا پر تھے یہ صحابہ کی دیانت پر یکساں حملہ نہیں ہے کیا جماعت اسلام کے لڑنے والے حضرت ابوبکرؓ کی اور ان کی غیر اسلامی حمیت فاروق اعظمؓ کا دماغ تو اذن برقرار نہ رہنا۔ حضرت خالدؓ کی خامی اور صحابہ کی کوتاہ بینی، خود غرض ثابت نہیں ہو رہی ہے، سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کا مختصر نقشہ دیکھنا ہے تو اس شعر کو پڑھو

سخن ز نذر حدیث بنی زبان عمر

مگر بیاں محمد بود بیان عمر

ان یاران رسول اور فیروز بختان علم، درس گاہ بنوی کے فعلدار اور بلاکش

اسلام کو سمجھنا ہے تو شیخ الاسلام حضرت علامہ ابن تیمیہؒ لوز المدضر کیے تا طراست  
اور آپ کے آزاد فتویٰ کو سامنے رکھا جائے۔ تاکہ اس سائو بی صدی کے مجدد اور اس  
صدی کے مجاہد اور شیخ الاسلام مدظلہ العالی کا فیصلہ ہم نشینان ہار گاہ بنوی سحران  
صحابہ کے بارے میں اس کی اہمیت کا اندازہ ہو کہ ذرا گستاخی کرنے والوں کے حق میں  
کیا رہا ہے اور آج کیا ہونا چاہیے۔ حافظ ابن تیمیہؒ العاصم المسلول میں فعل فی حکم  
سب اصحابہ صلعم و سب اہل یمتہ کے ماتحت ایک قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔  
بنی صلعم کے بعد خیر امت حضرت ابو بکر ہیں اور ابو بکر کے بعد حضرت عمر اور عمر کے بعد حضرت  
عثمان اور عثمان کے بعد حضرت علی اور یہ ہی خلفاء راشدین ہیں۔

ثم اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد هؤلاء الاربعه صحابه ہیں کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ ان  
خیر الناس لا یجوز لاحد کانام وزہ بھر برائی سے یا ان پر ظن کرے  
ان یدکر شیئا من مساویهم یا نقص نکالے اور جس نے ایسا کیا از روئے  
ولا یطعن علی احد منهم شرع (حکومت شریعہ کے لئے) واجب ہے  
ولا نقص فمن فعل ذلک کہ وہ ایسے شخص کی تادیب کرے اور سزا دے  
فقد وجب تاریبہ و عقوبتہ اسکو کسی صورت سے معاف نہ کرے بلکہ سزائے  
لیس لہ ان یعفو عنه بل یعاقبہ اور توبہ کرائے اگر توبہ کرے تو توبہ قبول کر  
و یستتبسہ فان تاب قبل منه لی جائے۔ اور اگر نہ کرے تو اس پر  
وان ثبت اعاد علیہ العقوبۃ سزا کا اعادہ کیا جائے اور اس کو قید  
و جلدہ فی الجس حتی یموت کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ وہ مر جائے  
او یرجع منہ ۵۷۳

ابوبکر محمد بن ابی بناری النخعی کا قول ہے کہ اتہامات کے ثبوت کے بعد یہ مطلب نہیں کہ صحابہ معصوم ہیں اور ان سے گناہوں کا سرزد ہونا محال ہے مطلب یہ ہے کہ ان کی روایتوں کو اسباب عدالت و ثقاہت کی چھان بین کے بغیر قبول کر لینا چاہیے بجز اس صورت کے جب وہ ایسے امر کا ارتکاب کریں جو روایات میں قاذح ہو اور یہ ثابت نہیں ہے۔ ارشاد الفحول،

یکسی ٹیپو بنجے کا قول نہیں ہے بلکہ اس کا ہے جس کے متعلق طبقات در رجال میں یہ عبارت موجود ہے "قال ابو علی القاسمی کان ابوبکر بن الابرار یحفظ فیما ذکر ثلاثاً الف بیعت شاهد فی القان الکریم"

ہواریین اصحاب محمد صلعم کے حقیقی محرم راز حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جو باجماع امت خلیفہ راشد تھے صحابہ کرام کے بارے میں قیامت تک کے لئے جو دستور دیئے اور ادب بتائے ہیں۔ وہی اساس اور بنیاد ہے اہل سنت و الجماعت کی اور بلا بحث و تنقید عدالت اور طہارت صحابہ کو قبول کر لینے کی۔

ارشاد ہوتا ہے "تلك دماء طهر الله منها سيوفنا فلا نخضب بها السنتنا"

مفہوم یہ ہے کہ مشاجرات صحابہ کے بارے میں بھی ہم کو اپنی زبانوں کو ان کے ذکر سے الودہ نہ کرنا چاہیے۔ جبکہ خدا نے ہماری تلواروں کو اس سے پاک رکھا۔ شیخ الحدیث حضرت امام ابو زرہ رازیؒ کا یہ فتویٰ ہے کہ ایسا شخص جو صحابہ کرام کی تنقیص کرتا ہے زندیق ہے یعنی بد دین۔ اصحاب میں یہ عبارت مفصل موجود ہے ہم ثبوت کے لئے چند جملے نقل کر رہے ہیں۔ قال ابو زرہ الرازی اذا رايت الرجل ينقص اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فاعلم انه زندیق۔ الخ

صحابہ کرام خصوصاً محرم راز اور اسراء شریعت کے واحد ترجمان حضرت شاہ ولی اللہؒ کا ماثر صحابہ کے بارے میں یہ تھا۔ ایں ذلیق کہ خلاصہ امرت انداز نفس



قدسیہ پیغمبر صلعم کو مجھے متاثر نہ ہو کہ دیگران راہ پیغمبر نبی آید۔ (انزالہ) اگے چل کر فرماتے ہیں۔  
ایشان بمنزلہ جوارح پیغمبر مشدہ اندلا غیر۔ شاہ صاحب کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے  
کہ حضرات صحابہ کرام کے اوصاف حسنہ اور کمالات درحقیقت حضرت محمد رسول اللہ صلعم  
کے اوصاف و کمالات کا پر تو اور عکس تھے۔ جو نبی صلعم کے کمالات کی دلیل ہے نہ کہ  
صحابہ بذات خود حضور صلعم کی کامیابی کا سبب تھے۔ باپ کی سن چکے بیٹے حضرت شاہ  
عبد الغریب حبیب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی سن لیجئے۔ جملہ مطاعن صحابہ کا حقیقی جواب دیتے  
ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

حضرت انبیاء کرام کو برا کہنا اور طعن کرنا اس وجہ سے کفر اور حرام ہے کہ ان حضرات  
کے کفر یا معصیت کا کوئی سبب نہیں پایا جاتا بلکہ ان کی تعلیم و توفیق اور ثناء و وصف پورے  
درجہ پر موجود ہے۔ لہذا جو جماعت ایمان والوں کی ایسی ہو کہ اسباب تعلیم کیساتھ  
گناہوں کی مغفرت و کفارہ سیات نص قرآنی میں قطعی طور پر ثابت ہو یقیناً اسی جماعت  
بھی انبیاء علیہم السلام کے حکم میں ہوگی۔ اگے چل کر لکھتے ہیں کہ عام امت صحابہ کے  
علاوہ اس مرتبہ اور عظمت پر فائز نہیں ہے کہ وحی الہی اس کے بارے میں اس طرح موجود  
ہو۔۔۔۔۔ پھر لکھتے ہیں کہ صحابہ کی جماعت انبیاء اور امت کے درمیان مثل برزخ کے  
ہیں لہذا مذہب حق یہ ہے کہ کوئی گناہی بڑا متقی پارسا ہو صحابہ کے گرد پا کو نہیں  
پیونچ سکتا ہے" تحفہ صفحہ ۶۶۱ ملاحظہ ہو

ترجمان القرآن استاد امام حضرت مولانا حمید الدین ذراہی جو  
حضرت شاہ صاحبؒ کے بالواسطہ شاگرد ہیں۔ صحابہ کرام کے بارے میں۔ سورہ فتح کی  
آیت کے تحت اور سورہ تکریم میں جو اہم نکات و ارشادات فرماتے ہیں وہ اپنی جگہ پر  
اصلاحی اور مروتی جماعت کے لئے شیخ راہ ہونے چاہئیں تھے مگر انہیں لوگ بھول  
بیٹھے ان کو یاد آجانا چاہئے۔ مزید معلومات کے لئے ہم حضرت ذراہیؒ کے اس نوٹ کو

جو رسالہ امام شافعی کے صفحہ ۷۰ پر باب کیف کان البیان کے تحت تحریر فرمایا ہے  
درج کرتے ہیں۔ (انا حاکما) ”قال الفرائی بین هذا البسنته وسنته الخلفاء  
الراشدین الذین سماهم شهداء اللہ التا طقین بالصدق والصواب بحجہم“

سوال یہ ہے کہ حضرت زائجہ جملہ خلفاء راشدین کے بارے میں جو یہ فرمایا ہے  
ہیں کہ احکامات الہی کے بیان و تفصیل جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ اسی طرح  
حضرت خلفاء راشدین نے بھی کی ہے جن کا قرآنی اصطلاح میں شہداء اللہ نام ہے  
اور خلی زبانون سے حق اور صواب کے سوا کچھ اور نہیں نکلتا تھا۔ کیا یہ معیار حق نہیں  
تھے۔ آپ ہی کی تحقیق سے یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ جس طرح یہودی قوم اپنی درستی  
و سختی سے نافرمانی اور غضب الہی کی سختی ہوئی۔ اسی طرح نصاریٰ اپنی نرمی کی بنا پر  
مگر ابھڑے چونکہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت وسط تھے اس لئے یہ بترک جماعت لیت  
اور خشونت کے بین بین رکھی گئی اور یہ محض پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت خاص کا ثمرہ تھا لہذا  
عام مسلمانوں کو ہرگز اس جماعت کے فریب میں نہ آنا چاہئے جو اسلامی کہلاتی ہو۔ کیونکہ اس کے لڑ پھر کے  
انداز بہت زیادہ ہے۔ جیسا کہ اوپر کی عبارتوں سے ظاہر ہے۔ اگر صحابہ کرام خاہلی  
فکر کے پابند تھے تو معاذ اللہ قرآن اور احادیث کس طرح اعتماد کے قابل رہ جاتے  
ہیں؟ — اور اگر یہ کہا جائے کہ جماعت یہودی کی نیتوں میں کھوٹ نہیں ہے تو بھی  
بقول علامہ ابن قیمؒ وہ ذریعہ جو کسی جائز مقصد کے لئے اختیار کیا جائے مگر بلا  
الادہ وہ انسان کو کسی مفیدہ میں مبتلا کر دے تو باتفاق علماء سنت اس کو رد  
دیا جائے گا۔ (اعلام) کیا جماعت اسلامی کے لڑ پھر کے دستور دفعہ ۷ سے صحابہ کے  
معیار حق اور حجیت دین ہونے کی سلب کی نہیں ہوئی؟ حالانکہ جملہ علماء اصول خواہ وہ  
محدث ہوں یا فقیہ حنفی ہوں یا مالکی یا شافعی ہوں یا حنبلی اتنا صحابہ کو حجیت دیں  
مانتے ہیں اور تمام جمہور اور علماء امت کا اسی پر عمل درآمد ہے لفظ معیار حق ایک

لفظی لفظ ہے کسی فن کا اصطلاحی لفظ نہیں ہے لغت عربی میں معیار لہر اس شے پر بولا جاتا ہے جس سے کسی چیز کی مقدار پہچانی جائے۔ اس لئے یہ وہ شخص جس کے فعل، قول عقیدہ، حال پر پورا اعتماد اس طرح ہو جائے کہ اس میں قطعاً غلطی اور نافرمانی کی گنجائش نہ ہو وہ معیار حق ہو گا اور اس کے ذریعہ سے حق پہچانا جائے گا۔ خواہ اس پر روحی آتی ہو یا نہیں اس لئے کسی ایسے شخص کے معیار حق ہونے میں تامل کرنا جائز نہ ہو گا۔ جس کے لئے قرآن مجید کی مذکورہ بالا شہادتیں موجود ہیں کیا پھر تصدیق خداوندی کے بعد بھی حضرات صحابہ کرام کو جانچنے اور پرکھنے کی ضرورت باقی رہتی ہے؟ صحابہ کے معیار حق ہونے کے لئے ضروری ہے کہ یہ حضرات وقوع اور حد در معاصی سے محفوظ ہو جائیں جو ہم کو یقینی طور پر یہ علم حاصل ہے اور یہ ہی اصل اصول ہے معیار حق ہونیکا اس کے لئے عدم امکان عقلی ضروری نہیں فقط عدم امکان وقوعی خواہ بالذات ہو یا بالآخر کا ہے خوب سمجھ لیا جائے۔ مسلمانوں اہل ستم بالائے ستم یہ ہے کہ جماعت اسلامی مودودی کے لوگ اپنی جماعت کو تو سب پر تنقید کا حق دیتے ہیں اور جماعت کی ذہنی غلامی میں مبتلا ہونے کا لالسنس بخشے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اس حربہ کو ان پر استعمال کرنے لگتا ہے تو یہ گوارا نہیں ہوتا اور یہ ساری جماعت ادبی گالیاں مثلاً تنگ خیالی، رجعت پسند خانقاہی، اور جماعت کے لڑپچر کے سمجھنے سے قاصر وغیرہ کے لاطائل پر دیگنڈا پیر اتر آتی ہے۔ گویا مودودی لڑپچر تک تو معصوم ہو مگر حضرات صحابہ محفوظ بھی نہ ہوں اور موفیاً یعنی علماء حق تو ان کے زرخیز غلام جبکہ ہر طرح سب دشمن، اہانت و تحقیر کے مورد ہوں مودودی جماعت کے لڑپچر ہاتھی کے دانت اور گھڑیاں کے آئینوں اور کتاب و سنت سے اس جماعت کی مراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ عرف وہ تشریحات جو مودودی صاحب اپنے ذاتی مطالعہ سے سمجھے بیٹھے ہیں چنانچہ ماضی قریب میں چند مسائل کے بارے میں دیکھا جا چکا ہے مثلاً مقدار لمحہ اور دارالاسلام اور دارالحرب میں رشتہ مناکحت تارک



صلوٰۃ کو خارج از اسلام اور صحابہ کرام پر جرح و تہقید کی اجازت دینا جیسی بحثیں اس پر کھلی شہادت ہیں۔ جماعت اسلامی مودودی اور پہلے کے بزرگوں کے طریق کار اور طریق فکر میں وہی نسبت ہے جو کفر اور اسلام، بدعت اور سنت کے اندر ہے۔ پہلی جماعت جس کو سلف صالحین کہا جاتا ہے ان کا یہ امتیازی وصف رہا ہے کہ وہ آخرت کے گناہ ابد ثواب کے مسئلہ کو انسانیت کا سب سے اہم مسئلہ قرار دیکر اپنے جمیع میں اس کی فکر دنیا کی ساری فکروں پر غالب کر دیتے اور کثرت، عبادت، حسن اخلاق، دعا سے استعانت، انابت الی اللہ، تواضع اور خاکساری کی وہ تمام پرانی قدریں ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دیتے تھے برعکس اس کے جماعت اسلامی اپنے لٹریچر کی طرف دعوت دیتی ہے، خطابت اور انشائیہ جہارت اور پروپیگنڈہ کے لئے آج کل کی مادی تحریکوں سے سارا طریقہ لیا جاتا ہے اور دین میں نقل سے زیادہ عقل کو کام میں لایا جاتا ہے جو امت مرحومہ کی بد فہمی نہیں تو اور کیلئے ہاں جماعت مودودی کی خوش بختی مزدور ہے کہ اسکو میدان شہر القرون کامل گیا ہے۔ پہلے کی گمراہ پارٹیوں کے سارے کارنامے آج اس جماعت کے لٹریچر کے اندر ذرا بدلے ہوئے انداز میں موجود ہیں۔ جواب علماء حق کی بیداری کے بعد ان کو یہ کہنے کی جرأت نہیں ہے کہ کوئی ہماری اصولی غلطی بتائے اور کتاب و سنت سے ثابت کر دے۔ ”جماعت اسلامی اپنے لٹریچر کے آئینہ“ کے صفحہ ۷ میں تصوف کا اقرار ہے اور بلا حوالہ۔ حالانکہ وہ عبارت رسالہ دینیات کی ہر جو حیدر آباد کے زمانہ قیام کی تصنیف ہے جیسا کہ اوپر واضح ہو چکا ہے اور تصوف پر ناروا حملے اس کے بہت بعد کے ہیں۔ ملاحظہ ہو شاہ ولی اللہ عمر۔ اور اب تک اس کا سلسلہ قائم ہے چنانچہ مولانا امین احسن صاحب اہل عامی نے جولائی ۱۹۷۷ء کے ترجمان القرآن میں ہمدید انکشاف فرمایا ہے اور صوفیاء کرام پر جس انداز میں بے ہیا کیا جماعت اسلامی اس سے متفق نہیں ہے! اللہ جزائے خیر دے مولانا

ادیس صاحب ندی بگڑائی کو کہہ موقوف نے رسالہ نمود و صبح بکھنوں میں ایسا دندان شکن جواب دیا ہے کہ اصلاحی برادری کا بھرم اور ان کی علمی ساکھ جاتی رہی جس کا جھکنا افسوس ہے کہ جب فزون کی اصطلاحات تک بے خبری ہے تو اللہ ہی حافظ ہے

جو جماعت کہ اقامت دین کی مدعی ہو اور ہمارا رکنا  
**ہمارا نیک مشورہ** وسنت کا نام لیتی ہو اس کے غلوں کا امتحان یہ ہے  
 کہ قرآن عزیز میں سورہ آل عمران میں اس آیت کریمہ کو ماقبل و مابعد سے ملا کر پڑھے  
 وماکان قولہما الا ان قالوا ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرا ففانی اھرنا الم  
 ترجمہ یہ ہے کہ اور کچھ نہیں بولے مگر یہ ہی کہا کہ اے رب ہمارے بخش ہمارے گناہ  
 اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمارے کام میں۔

اوپر سے سلسلہ غزوہ احد کا چلا آتا ہے کہ بہت سے الشدا لے انبیاء کرام  
 کے ساتھ ہو کر لڑے اور شہداء و مجن کے شکار ہوئے مگر ثابت قدم رہے تو اے مسلمانوں  
 تم بھی ان سے بڑھ کر ثابت قدمی دکھاؤ۔ اور خدا ہی کی طرف جھکو وغیرہ۔ ظاہر ہے جو  
 لڑائی ان المددالوں نے نبیوں کے ساتھ ہو کر لڑی۔ کیا اس کے سولہ اُتہ حق ہونے میں  
 کوئی شبہ کیا جاسکتا ہے؟ مگر پھر بھی ان اقامت دین اور حکومت الہیہ کے قیام  
 کے حقیقی اور مخلص بزرگوں نے کہا تو یہ ہی کہا کہ خداوند اتو ہم سب کی تقصیرات اور  
 زیادتیوں کو معاف کر دے کیا جماعت اسلامی کے لڑیچر میں حضرات صحابہ کرام کی گرفت  
 نہیں کی گئی ہے اور کیا یہ نارد امور اخذ سے ایسے نہیں ہیں کہ جن کی تاویل کرنے کی ضرورت  
 ان کو پیش نہ آئے؟ اور کیا یہ ”اسرافانی امرنا“ کے عموم بلکہ تفریح سے خارج ہے؟  
 اور کیا حضرات انبیاء کرام کے بارے میں جو زیادتی کی گئی ہے جماعت کالٹریچر اس سے  
 پاک ہے؟ اور کیا شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ کا یہ فتویٰ نہیں ہے کہ ”جو شخص ذرا بھی  
 حضرات انبیاء اور حضرات صحابہ کی جناب میں کوئی ایسی بات زبان سے نکالے جس

سے ان کی عظمت اور رفعت پر حرف آتا ہو تو وہ مستوجب سزا ہے۔ لہذا ہمارا مشورہ ہے کہ جماعت کے لٹریچر سے ایسی تمام باتوں کو خارج کر کے توبہ کا اعلان کر دیا جائے اور کسی پبلک ادارہ اور ایسی دینی درسگاہوں سے جو پہلے سے دین کی خدمت کرتی چلی آئی ہیں اپنے کاروبار کو وہاں سے اٹھایا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی فیصلہ امام المحدث مولانا ابوالکلام آزاد مدظلہ نے مالیر کوٹہ میں جماعت اسلامی کے بارے میں فرمایا ہے۔ یہ تو ہوئی کتاب کی تعلیم سنت یعنی حدیث میں یہ وعید تمام امت کے لئے موجود ہے

لَنْ يَهْلِكَ الْإِنْسَانُ حَتَّىٰ يَبْعُثَ رَوْا مِنْ أَلْفِ سَلْهَدٍ (ابوداؤد) جس کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ کبھی نجات سے محروم نہ ہوں اگر اپنی برائیوں کی تادیلیں کر کے اپنے نفس کو برائیوں پر مطمئن نہ کرتے رہیں۔ (معاذ اللہ)

کون مسلمان ہے جو پنجوقتہ نمازوں میں سورہ فاتحہ نہ پڑھتا ہو گا۔ مگر کیا کبھی اس حقیقت پر بھی غور کیا گیا کہ اھدانا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم سے کن کے راستہ کی طلب مراد ہے اور وہ کون لوگ ہیں جن پر انعام و اکرام کی بارش ہوئی اور نعم علیہم قرار پائے اس کا جواب قرآن کریم خود دیتا ہے من البشیرین والصدیقین والشہداء الصالحین کیا یہ تمام حضرات درجہ بدرجہ معیار حق نہیں ہیں صحابہ کرام کے سوا دوسرے حضرات صالحین بھی معیار حق ہیں ورنہ ان کے راستہ کی طلب پر قرآن حکیم کبھی بھی حکم نہ کرتا۔

سورہ فاتحہ اور سورہ نسا کی آیات سے جس طرح انبیاء کرام کے سوا دوسرے منعم علیہم حضرات کے معیار حق ہونے کی صراحت پائی جاتی ہے اسی طرح سورہ یوسف کی یہ آیت کریمہ قل ھذا سبیل ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعہنی سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے اعنی۔ انا ادعوا ومن اتبعہنی یدعوا ونحن علی بصیرۃ۔ جس کا صاف مفہوم پیغمبر کی زبان سے یہ ہے کہ میں اور میرے ساتھی حجت و



برہان اور بصیرت و وجدان کی روشنی میں جس راستہ پر چل رہے ہیں یہی صراطِ مستقیم ہے اور یہی حضراتِ معیارِ حق اور دین کی کسوٹی ہیں۔

کیا یہ سوچنے کی بات نہیں ہے کہ جماعتِ اسلامی جس شدت اور غلو سے امیرِ جماعت کی تحریروں پر اعتماد کرتی ہے کیا ہندوستان کے جملہ علماءِ حق کے ارشادات پر دوسروں کو بھروسہ کرنا حق نہیں ہے؟ جنہیں حکیم الامت حضرت تھانوی حضرت مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمہم اللہ اور خلفا حضرت تھانویؒ میں سے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی، حضرت مولانا موصی اللہ، حضرت مولانا ابراہیم ہرودی، حضرت مولانا محمد طیب مہتمم دیوبند، حضرت مولانا عبدالعزیز رحمانی نائب امیر شریعت بہار، حضرت مولانا محمد عمران خاں صاحب مہتمم ندوۃ العلماء لکھنؤ، حضرت مولانا عبدالکلیم صدیقی استاذ مدرسہ عالیہ مکتبہ، حضرت مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی، حضرت مفتی صاحب فرنگی محل، حضرت مولانا محمد زکریا صاحب، شیخ الحدیث سہارنپور مدظلہم وغیرہم جیسے اکابرِ اہل علم شامل ہیں۔ مانا کہ بعض نام ہناد مؤدینِ جماعتِ اسلامی کو آج جمعیتی علماء پر دین کے اس خالص مسئلہ میں اعتماد نہیں ہے نہ ہو۔ لیکن وہ سالِ اصلاح ۱۳۸۵ھ کا شذرہ پڑھیں۔ کیا جن کے اسرارِ گرامی اوپر ذکر کئے گئے یہ سب معاذ اللہ علماءِ حق میں نہیں ہیں۔ اور کیا ان تمام بزرگوں کے خلاف رائے رکھنے والوں کی کوئی فہرست پیش کی جاسکتی ہے؟ میں نے انتہائی صبر سے کام لیا ہے اور ان خطوط کو شائع کرنے سے روک رکھا ہے جس میں جماعتِ اسلامی کے امیر نے حکیم الامت حضرت تھانویؒ جیسے امام شریعت و طریقت کی جماعت اور خود حضرت کو ان الفاظ میں یاد کیا ہے۔ ”غیر مقلدِ کاغذِ قرآن ہی چمکے اب ایک گروہ کے مجہود مجازی، کی آیات پر تنقید کر کے کچھ اور گایاں کھالوں گا۔“

(خط ابوالاعلیٰ صاحب مورخہ ۳۰ رجب ۱۳۵۵ھ پٹھان کوٹ) اس کے سوا کیا عرض کیا جائے۔

حافظِ عالم و ادب و ذکر و مجلسِ شاہ۔ ہر کوہِ انیسٹ ادب لائقِ صحبت نہ بود

”وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی“